علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مضمون	:	علم التعلیم
کوڈ	:	215
سطح	:	میٹرک
مشق	:	03
سمسٹر	:	بہار 2025ء

سوال نمبر 1 بچوں کی نشوونما کے دوران کون کون سے معاشرتی مسائل پیش آسکتے ہیں؟ بچوں کی بنیادی ضروریات اور ان سے رکھی جانے والی توقعات کا انہیں در پیش مختلف مسائل سے کیا تعلقہے؟ بیان کریں۔

جواب:

بچوں کے معاشرتی مسائل: ہر بچے کا جنم ایک مخصوص ماحول میں ہوتا ہے۔اس ماحول کے کچھ مثبت پہلو بھی ہیں اور کچھ منفی اثرات بھی۔ بچہ اس ماحول کے اثرات میں نشوونما پاتے ہوئے کئی ایک مشکلات سے دوچار ہوتا ہے۔اگر والدین ، بزرگ اور اساتذہ بچے کی ان مشکلات کو سمجھتے ہوئے ان کی رہنمائی کریں تو بچے کی یہ مشکلات دور ہوسکتی ہیں۔اگر مشکلات میں بچے کی بروقت مدد نہ کی جائے تو بچے کی یہ مشکلات مسائل کا روپ دھار لیتی ہیں، یوں بعض بچے ماحول کے منفی اثرات کی لپیٹ میں آکر طرح طرح کے مسائل کا شکار ہوجاتے ہیں۔مسائل میں گھرے ہوئے بچے زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں اور اپنے ہی مسائل کی وجہ سے انہیں اکثر ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ایسے بچے نہ صرف خود ذہنی فشار اور ذہنی کھچاؤ کا شکار رہتے ہیں بلکہ والدین، اساتذہ اور معاشرے کے لئے بھی پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔لہٰذا مسائل میں گھرے ہوئے بچے کی فوری مدد کرنی چاہیے۔اگر بروقت مدد نہ کی جائے تو بچہ دلبرداشتہ ہوکر کوئی ایسا غلط قدم بھی اٹھا سکتا ہے جس کی تلافی بعد میں شاید ممکن نہ ہو مثلاً اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ حالات کی بے رحمی اور والدین کی بے توجہی کے شکار بچے ابتدائی سالوں میں ہی تعلیم ترک کر کے یا تو گھر سے بھاگ جاتے ہیں یا پھر بری صحبت میں پڑ کر مجرمانہ حرکات شروع کر دیتے ہیں۔اس صورت میں اگر ان کی مدد کی کوشش بھی کی جائے تو بہتر نتائج کی توقع بہت کم ہوتی ہے ۔اس لیے والدین یا اساتذہ کو جیسے ہی محسوس ہو کہ بچہ تعلیم پر مکمل توجہ نہیں دے رہا تو انہیں بچے کی بے توجہی کی وجہ سے معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اور وجہ معلوم ہوتے ہی اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اس سلسلے میں والدین اور اساتذہ کو ایک دوسرے کو اعتماد میں لے کر متفقہ رائے کے تحت بچے کی مدد کرنی چاہیے ۔یہاں اس حقیقت کی نشاندہی کرنا لازمی ہے کہ ہر بچے میں مشکلات اور دشواریوں پر قابو پانے کی صلاحیت مساوی نہیں ہوتی۔اس لئے مسائل میں گھرے ہوئے بچے کی مدد کرتے ہوئے اس کی صلاحیتوں کے مطابق حل تلاش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

بچوں کے مسائل کے حل کی تجاویز: نشوونما کے مراحل میں بچہ بہت کچھ اپنے ماحول سے لاشعوری طور پر سیکھتا رہتا ہے اور سیکھنے کا یہ عمل پیدائش سے لے کر تاحیات جاری رہتا ہے،شروع میں سیکھنے سکھانے کا عمل گھر تک محدود ہوتا ہے لیکن جوں جوں بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے۔یہ دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے یوں گھر کے بعد ہمسایوں سے ،پھر سکول سے،اس کے بعد کمیونٹی سے ،علاقے سے ،وطن سے حتیٰ کہ تمام دنیا سے ایک مخصوص تعلق قائم ہوتا ہے۔انسان کی شخصیت میں ہر مرحلے پہ کچھ نہ کچھ تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔ان تبدیلیوں کے رونما ہونے سے انسان کئی ایک مسائل کا شکار رہتا ہے۔پیدائش کے بعد چند سال بچہ گھر کے ماحول میں چند افراد کے درمیان پرورش پاتا ہے۔یہ افراد عام طور پر بہن بھائی،ماں باپ،اور بزرگوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔یہ لوگ بچوں کی پرورش میں بے انتہا دلچسپی لیتے ہیں اور بچے کے آرام ،خواہشات اور پسند ناپسند کا ہردم خیال رکھتے ہیں ، جونہی بچہ سکول میں داخل ہوتا ہے اس کو استاد کی توجہ میں دوسرے سے بچوں کے ساتھ شریک ہونا پڑتا ہے۔یوں بعض اوقات اس کی دل آزاری ہوتی ہے اور وہ ذہنی کشمکش کا شکار ہوجاتا ہے۔اگر والدین بچے کے اس مسئلے کو سمجھیں اور رفتہ رفتہ اس کو سکول کے ماحول کا عادی بنائیں تو جلد ہی بچے کا یہ مسئلہ دور ہوجائے گا۔مختلف مراحل پر پیدا ہونے والے معاشرتی مسائل کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

ا۔گھر اور کنبے سے متعلق معاشرتی مسائل: گھر اور کنبے سے متعلق معاشرتی مسائل کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

i۔ والدین اور بچوں کے درمیان تعلقات ii۔ بہن، بھائیوں کے درمیان تعلقات iii۔ بزرگوں کے ساتھ تعلقات

i۔ والدین اور بچوں کے درمیان تعلقات: والدین اور بچوں کے درمیان اکثر مسائل اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب بچوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ والدین ان کے ساتھ غیر مساوی سلوک کر رہے ہیں، ہر بچہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ والدین کے پیار اور محبت کا زیادہ حقدار ہے لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کے بھائی یا بہن کو زیادہ پیار مل رہا ہے تو وہ احتجاجاً کوئی نہ کوئی ردعمل ضرور دکھاتا ہے۔بعض دفعہ بچہ اس بھائی یا بہن کو مارنے پیٹنے لگتا ہے جسے زیادہ توجہ مل رہی ہو یا پھر ضد کر کے یا رونے چلانے سے توجہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔اکثر اوقات بچے کا جارحانہ رویہ اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتا ہے۔ایسے بچے ہمیشہ اپنا حق حاصل کرنے کیلئے لڑائی جھگڑا کرتے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

رہتے ہیں ،لہٰذا بچے کے غصیلے پن اور ضدی پن کے مسائل کی وجہ والدین کا غیر مساوی سلوک ہوسکتا ہے۔بچوں کی تربیت میں والدین کی اولین ذمہ داری بچے کو اچھے برے کی تمیز سکھاتا ہے۔بعض دفعہ والدین اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے بہت سخت رویہ اختیار کر لیتے ہیں، نتیجتاً بچے والدین کی بتائی ہوئی بات پر عمل کرنے کے بجائے اس کا مکو بار بار کرکے والدین کو اسی قدر تنگ کرنا چاہتے ہیں، جس قدر وہ والدین کے رویے کی وجہ سے تنگ ہوتے ہیں۔بچوں کے بیشتر مسائل گھر کے ماحول سے شروع ہوتے ہیں۔اگر والدین بچوں کے مسائل پر توجہ دیں اور اپنے رویے میں ضرورت کے مطابق لچک پیدا کریں تو وہ کامیابی سے بچوں کی تربیت کر سکتے ہیں۔والدین کو نہ صرف بچوں کے ساتھ مثبت رویہ رکھنا چاہیے بلکہ بچوں کے سامنے آپس میں لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔والدین کا آپس میں رویہ بھی بچوں کی معاشرتی نشو ونما پر اثر انداز ہوتا ہے۔

ii۔ بہن، بھائیوں کے درمیان تعلقات: بہن بھائیوں کے درمیان تعلقات میں عام طور پر جس قسم کے مسائل پیدا ہوتے ہیں ان کا تعلق بنیادی طور پر ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کی خواہش سے ہوتا ہے۔بعض بچوں میں قدرتی طور پر کوئی ایسی خوبی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دوسرے بہن بھائیوں کی نسبت برتر سمجھتے ہیں۔اس کے برعکس کسی بچے میں کوئی ایک کمی یا کمزوری ہوتی ہے جس کیوجہ سے وہ احساس کمتری کا شکار ہوسکتا ہے،ایسی صورت میں والدین کیلئے لازم ہے کہ ہر بچے کی خوبیوں کو سراہیں اور اگر کسی بچے میں کوئی کمی ہے تو اس کمی کو پورا کرنے میں اس کی مدد کریں بلکہ اس بچے کی خوبیوں کی زیادہ تعریف کریں تاکہ اس میں کمتری کا احساس جاتا رہے۔بچوں میں برتری حاصل کرنے کی خواہش بعض اوقات ایک دوسرے میں حسد بھی پیدا کرتی ہے جو کہ گھر کے ماحول کیلئے بہت ہی منفی پہلو ہے۔بہن بھائیوں کے درمیان پیدا ہونے والے مسائل کی دوسری بڑی وجہ شراکت یا برابر حصہ داری ہے۔اکثر بچوں کو یہ ناگوار گزرتا ہے کہ انہیں اپنے حصے میں کچھ حصہ دوسرے بہن بھائیوں کو دینا پڑے۔یہ صورت عام طور پر اس وقت پیش آتی ہے جب بڑے بچے کے بعد چھوٹے کی پیدائش ہو اور بڑے بچے کو اپنی چیزیں چھوٹے بچے کے ساتھ بانٹ کر استعمال کرنا ہوں ایسی صورت میں والدین کو بڑے بچے میں آنے والے بچے کیلئے محبت کا جذبہ پیدا ہو۔بہن بھائیوں میں پیار و محبت بڑھانے اور رنجشیں دور کرنے کیلئے والدین کو بچوں کی نفسیات سمجھتے ہوئے اپنے دانشمندانہ رویے سے معاملات کو طے کرنے کی ضرورت ہے۔

iii۔ بزرگوں کے ساتھ تعلقات: بچہ اپنے ابتدائی سالوں میں ماں، باپ، بہن بھائیوں کے علاوہ بزرگوں سے بھی قریب ہوتا ہے۔اس سلسلے میں سب سے اہم بات جو ہمارے معاشرے میں بچوں کو سکھائی جاتی ہے وہ بزرگوں کا ادب اور ان کی اطاعت۔بعض مرتبہ یہ چیزیں بچوں پر اس طرح سے مسلط کی جاتی ہیں کہ بچے نالاں ہوکر بزرگوں کی بات پر کان نہیں دھرتے اور ان کی کہی ہوئی اچھی باتوں پر بھی توجہ نہیں دیتے۔ایسی صورت میں ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ بچوں کے ساتھ شفقت کا سلوک کیا جائے اگر وہ گستاخی کریں تو شفقت کے ساتھ سمجھا کر درگزر کر دیا جائے یوں رفتہ رفتہ بچے کو اپنی غلطی کا احساس ہوجائے گا اور وہ شفقت کے بدلے میں ادب سے پیش آئے گا۔

سوال نمبر 2 بچوں کو درپیش تعلیمی مسائل اور ان مسائل کے موثر حل پر سیر حاصل تبصرہ کریں۔

جواب:

بچوں کے تعلیمی مسائل اور ان کا حل: وہ صورتِ حال یا عوامل جو بچے کی تعلیم پر اثر انداز ہوں انہیں بچوں کے تعلیم مسائل میں شمار کیا جاتا ہے۔ان مسائل کا تعلق بھی دراصل بچے کے معاشرتی اور نفسیاتی مسائل سے ہی ہے۔یہ مسائل عموماً گھر اور ارد گرد کے ماحول سے ہی جنم لیتے ہیں۔اگر والدین بچوں کے ان مسائل کو حل کرنے میں مدد نہ دیں تو بچے کی ذہنی نشوونما بُری طرح متاثر ہوتی ہے۔ایسے بچے سکول میں اساتذہ کے لئے پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔اگر اساتذہ ایسے بچوں کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ اور سختی برتیں تو ان کے یہ مسائل کم ہونے کی بجائے مزید بڑھتے ہیں۔

بچوں کے تعلیم مسائل کو حل کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان مسائل کی وجوہات معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔یہ مسائل ہر بچے میں یکساں نہیں ہوتے بلکہ ہر ایسے بچے کے انفرادی مسائل کی وجوہات معلوم کرنے کے بعد ان کا حل تلاش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔مسائل کی وجوہات معلوم کرنے کے لئے والدین اور اساتذہ کو مل بیٹھ کر صورتِ حال کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

بچے کو تعلیمی میدان میں مسائل کا سامنا کرنے کی بے شمار وجوہات ہوسکتی ہیں۔ان میں سے کچھ کا تعلق بچوں کے نفسیاتی مسائل سے ہے۔یعنی وہ سیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن کچھ ایسے نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتے ہیں جو ان کے سیکھنے کے عمل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔دوسری قسم کی وجوہات کا تعلق ان کی ذہنی نشوونما سے ہوسکتا ہے یعنی وہ سیکھنے کی استعداد ہی نہیں رکھتا۔اس صورت حال میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی سنگین صورتِ حال کی وجہ سے بچپن میں ہی اس کی ذہنی نشوونما متاثر ہوگئی ہو۔والدین اور اساتذہ مل بیٹھ کر بچے سے متعلق تمام مسائل کا اچھی طرح جائزہ لے کر کسی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ آیا ان مسائل کا تعلق ذہنی استعداد سے ہے یا کوئی اور نفسیاتی مسئلہ ہے جو بچے کی قابلیت پر اثر انداز ہو رہا ہے۔بچوں کے چند عام تعلیمی مسائل درج ذیل ہیں جن کا تعلق بچے کی ذہنی استعداد اور نفسیاتی مسائل سے ہے۔

1۔ نصابی غیر دلچسپی: بعض بچے ہم نصابی سرگرمیوں میں تو بے حد دلچسپی لیتے ہیں اور نمایاں کامیابیاں بھی حاصل کرتے ہیں لیکن پڑھائی سے یا باقاعدہ تعلیم سے جی چراتے ہیں۔ایسے بچے یقیناً سیکھنے کی مکمل استعداد رکھتے ہیں لیکن دراصل وہ نظم و ضبط اور ڈسپلن کے پابند نہیں ہوتے۔والدین کو چاہیئے کہ وہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختلافی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0334-5504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ایسے بچوں کو پڑھانے کے لئے روایتی طریقہ کار سے ہٹ کر دلچسپیاں پیدا کر کے ، سیکھنے کے عمل کو جاری رکھیں ، اور آہستہ آہستہ بچے کو نظم وضبط کا عادی بنائیں۔
اساتذہ بھی اس سلسلے میں بچے کو زبردستی پڑھائی کی طرف مائل کرنے کی بجائے دھیرے دھیرے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں پڑھائی کی طرف مائل کر سکتے ہیں۔ ایسے بچوں کو غیر نصابی سرگرمیوں سے ہرگز روکنا نہیں چاہیئے بلکہ نصابی اہمیت کا احساس دلانا چاہیئے تاکہ وہ تعلیم کی طرف مثبت رویے کو اپنا سکیں۔

2۔ نالائق پن: بعض اوقات بچے اپنی قابلیت اور صلاحیتوں کو ظاہر نہیں کر پاتے جس کی وجہ ان کا کوئی نفسیاتی مسئلہ ہو سکتا ہے۔ تعلیم کے ابتدائی سالوں میں بچہ بیمار رہا ہو یا گھر میں والدین کا کوئی ایسا مسئلہ ہو کہ وہ بچے کی رہنمائی نہ کر سکے ہوں ، نتیجتاً بچہ امتحان میں اچھے گریڈ سے پاس نہیں ہو گا اور اس کے استاد ، والدین اور ہم جماعت اس کو نالائق سمجھنے لگیں گے حتیٰ کہ بچہ خود بھی اپنی صلاحیتوں پر شک کرنے لگے گا اور دھیرے دھیرے اس میں محنت کرنے اور مقابلے میں آگے بڑھنے کی خواہش ہی ختم ہو جائے گی۔ ایسے بچے بعض دفعہ اپنی صلاحیتوں کو منفی کاموں میں آزمانے لگتے ہیں۔
اساتذہ کو چاہئے کہ وہ بچے جو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار نہ لا سکیں ان پر خصوصی توجہ دیں۔ والدین سے رابطہ کریں اور ان کے نالائق پن کی وجوہات معلوم کریں۔ عین ممکن ہے کہ مدد کرنے کے بعد ہی بچہ اپنے مسائل پر قابو پانا سیکھ جائے اور استاد کی اطرف سے حوصلہ افزائی ملنے پر وہ اپنی تعلیم پر توجہ دینے لگے۔ جلد ہی یہ بچہ اپنی صلاحیتوں کا ثبوت اپنی کامیابیوں سے دینے لگے گا۔

3۔ ظاہری نااہلیت: وہ بچے جنہیں گھر میں بے جالاڈ پیار ملتا ہے وہ ہر چیز کو بغیر کسی محنت یا جدوجہد کے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے بچے جب سکول میں داخل ہوتے ہیں تو پڑھائی کا بوجھ برداشت نہیں کرتے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ تعلیم حاصل کرنا ان کے بس سے باہر ہے۔ وہ تعلیم سے جی چرانے کے لیے طرح طرح کے بہانے کرنے لگتے ہیں۔ کبھی وہ والدین سے استاد کے سخت رویے کی شکایت کرتے ہیں۔ کبھی اپنی بیماری کا بہانہ کر کے سکول سے غیر حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ غرضیکہ وہ تمام تر کوشش سے یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پڑھنا ان کی ذہنی استعداد سے باہر ہے۔
عام طور پر اس قسم کا رویہ ان بچوں کا ہوتا ہے جن کو والدین کی بے پناہ دولت نظر آ رہی ہو۔ انہیں زندگی کی تمام آسائشیں میسر ہوتیں ہیں۔ اس لیے وہ تعلیم کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ اس صورت حال میں اساتذہ سے زیادہ والدین کو اپنے رویے میں اس قسم کی تبدیلی لانے کی ضرورت ہوتی ہے وہ بچے کو تعلیم کی اہمیت سے روشناس کروا سکیں۔ اگر والدین بھی بچے کی طرح یہ سوچ لیں کہ تعلیم ہی سب کچھ نہیں اور ان کے بچے اعلیٰ تعلیم کے بغیر بھی اچھی زندگی گزار سکتے ہیں تو ایسے میں اساتذہ بچے کی مدد کریں بھی تو اس کا زیادہ فائدہ نہیں ہوتا۔ بچے تعلیم کے لئے محنت اسی صورت میں کرے گا۔ اگر والدین اور اساتذہ کے اندازِ فکر اور سوچ میں مطابقت ہو۔ ایسے بچے خود تو تعلیم سے عدم دلچسپی ظاہر کرتے ہی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی صحبت میں دوسرے بچوں کو بھی تعلیم سے متنفر کرتے ہیں۔

4۔ سُست رفتار بچہ: ابھی تک ہم نے بچوں کے جن تعلیمی مسائل کا ذکر کیا ان کا زیادہ تعلق بچوں کے نفسیاتی مسائل سے ہے جب کہ تعلیمی میدان میں بچے کی سست رفتاری کو عام طور پر ذہانت کی کمی کی وجہ بیان کیا جاتا ہے لیکن بچے کی سست رفتاری کو یقینی طور پر ذہانت کی کمی سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ کم ذہین بچوں کا سست رفتار ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔
لہٰذا اگر کوئی بچہ سست رفتار ہے تو پہلے یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا اس کی سست رفتاری کی وجہ اس کی کوئی ذہنی الجھن یا جسمانی کمزوری تو نہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ وہ دوسرے بچوں کی طرح ہوشیاری اور پھرتی سے تمام کام مکمل کرنے کی صلاحیت پیدا کر سکے۔
اگر واقعی اس بات کا یقین ہو جائے کہ کوئی بچہ ذہنی صلاحیتوں کی وجہ سے سست رفتار ہے تو اس کی حوصلہ شکنی نہیں کرنی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ حوصلہ افزائی سے وہ اپنی سست رفتاری پر کسی حد تک قابو پالے اور اپنی صلاحیتوں کے مطابق زندگی میں اپنی منزل کا تعین کر کے کامیابی حاصل کرلے۔

4.5- حافظے کی کمی

اکثر والدین اور اساتذہ کو کچھ بچوں سے شکایت ہوتی ہے کہ وہ سبق بار بار یاد کروانے اور سمجھانے کے باوجود بھول جاتے ہیں۔ اگرچہ حافظے کا تعلق ذہانت سے بھی ہے لیکن بھول جانے کی کئی ایک وجوہات اور بھی ہو سکتی ہیں۔ اگر بچہ اس سبق میں یا اس بات میں دلچسپی ہی نہ لے جو بتائی جا رہی ہو تو یقیناً وہ کچھ دیر بعد ہی اسے بھول جائے گا۔ دلچسپی نہ لینے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔

1- بچے کی توجہ کسی دوسری طرف ہو تو وہ استاد کی بات سُنے گا ہی نہیں اس لئے اسے یاد بھی نہیں رہے گی۔
2- اگر پڑھانے والے کا انداز غیر دلچسپ ہے تو بھی بچہ توجہ نہیں دے گا۔

لہٰذا بچے کے حافظے کا تعلق سبق کو دلچسپ انداز سے بتانے اور بچوں کی توجہ مرکوز کروانے سے ہے۔ اگر ان دونوں وجوہات کو پیشِ نظر رکھنے کے باوجود بچے کا حافظہ کمزور رہے تو اس کو ذہانت کی کمی تصور کیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں بھی بچے کے ساتھ سختی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ تحمل کے ساتھ بچے کو دلچسپ انداز میں سبق یاد کروانے اور سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ حافظہ مضبوط کرنے کے لئے اگر بچے کو بتائی جانے والی بات کو اس کی عملی زندگی کے ساتھ منسلک اور مربوط کر کے بتایا جائے تو بچہ اس بات کو زیادہ بہتر طریقے سے ذہن نشین کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ حافظے کو بہتر بنانے کے لئے اگر زبانی بتائی جانے والی بات کو فوراً اپنے الفاظ میں تحریر کرنے کو کہا جائے تو بھی بچے اس کو ذہن نشین کر لیتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ، ایم ایس سی ، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک ، ایف اے ، آئی کام ، بی اے ، بی کام ، بی ایڈ ، بی ایس ، ایم اے ، ایم ایڈ ، ایم ایس سی ، پی ایچ ڈی ، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ، پروپوزل ، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سوال نمبر3 تعلیم کی تعریف بیان کریں نیز عمل تعلم کی خصوصیات مثالوں کی مدد سے بیان کریں۔

جواب: تعلیم کے لغوی معنی: تعلیم کے لغوی معنی ہیں علم پڑھنا یا پڑھانا، سیکھنا، تلقین کرنا، ہدایت دینا، تربیت دینا، تہذیب و شائستگی سیکھنا، آداب، سلیقہ اور طریقہ بتانا اور سکھانا۔ تعلیم کا عمومی مطلب ہے درس و تدریس۔ اس میں پڑھنا، لکھنا، بولنا اور معلوماتِ عامہ کی تدریس شامل ہے۔ اس میں دو پہلو شامل سمجھے جاتے ہیں۔

1- علمی اور نظری باتیں بتانا۔ 2- عملی طور پر انہیں کروانا اور کرنا سکھانا۔

گویا تعلیم کے لفظ میں تربیت کا پہلو بھی شامل ہے۔ اگر لغت میں دیکھا جائے تو تعلیم عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا ماخذ ''علم'' ہے جس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ ہر قسم کی تعلیمی سرگرمی میں ''جاننا'' یا کسی بات کا سمجھنا شامل ہوتا ہے۔

تعلیم کی تعریف: ماہرین تعلیم نے ''تعلیم'' کی کئی تعریفیں لکھی ہیں جو تعلیم کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہیں جن سے تعلیم کا مفہوم واضح ہوتا ہے مثلاً:

1- قدیم یونانی فلسفیوں کے مطابق تعلیم سچائی، دانش اور حقیقت کی تلاش کا نام ہے۔ بعض لوگ تعلیم کو بہتر زندگی کی تلاش، کوشش اور جدوجہد قرار دیتے ہیں۔ کچھ کے نزدیک فرد کی صلاحیتوں کو پوری طرح بروئے کار لانے کی کوشش کا نام ہے۔

2- ایک امریکی ماہر تعلیم جان ڈیوی، کے مطابق تعلیم انسانی تجربے کی مسلسل تشکیل نو کا نام ہے۔ وہ تعلیم کو ایک جاریہ عمل اور انسانی نشوونما کا حصہ سمجھتے ہیں۔

3- تعلیم کو ایک نسل کے ثقافتی و عملی ورثے کو دوسری نسل تک منتقل کرنے کے عمل کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

4- تعلیم کو کسی معاشرے میں تبدیلی کا ایک زبردست محرک بھی سمجھا جاتا ہے۔

تعلیم کا دائرہ کار: تعلیم کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ زندگی کا ہر پہلو تعلیم سے متاثر ہوتا ہے۔ معاشرے میں اقتصادی، سیاسی، مذہبی، اجتماعی، ثقافتی اور بین الاقوامی قوتیں کارفرما ہوتی ہیں۔ تعلیم کے ذریعے یہ سب قوتیں معاشرے کے تمام افراد کو متاثر کرتی ہیں۔ تعلیم کے دُہرے عمل سے تمام ماہرین تعلیم متفق ہیں۔ پہلا عمل خود کو معاشرے کی مسلمہ اقدار و ضروریات سے ہم آہنگ کر کے اس مجموعی معاشرے کا اہم رکن بنانا ہے۔ دوسرا عمل معاشرے میں صحت مند تبدیلی لانا اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں انسانوں کی مدد کرنا ہے۔ ان دونوں پہلوؤں پر الگ الگ تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

معاشرے میں ہم آہنگی اور تعلیم: تعلیم فرد کی شخصیت کی نشوونما کر کے اسے معاشرے کا مفید رکن بنانے میں مدد دیتی ہے۔ فرد کو معاشرے میں انفرادی اور اجتماعی حوالے سے کئی فرائض ادا کرنا ہوتے ہیں۔ اسی لئے معاشرے کے ان تقاضوں کے پیش نظر فرد کی نشوونما اور تربیت بھی انہی خطوط پر ہونی چاہیئے۔ فرد معاشرے سے الگ رہ کر پروان نہیں چڑھ سکتا وہ جو کچھ بنتا ہے اپنی فطری استعداد اور ماحول کے مجموعی اثر کے تحت بنتا ہے۔ معاشرے نے اپنے لئے کچھ منزل مقصود، نقطۂ نظر اور اچھائیوں کے معیار قائم کئے ہوتے ہیں اور یہ صدیوں کی زندگی کا نچوڑ ہوتے ہیں۔

معاشرہ چاہتا ہے کہ نئی نسل ان گزشتہ تجربات اور زندگی کے ماحصل کو سیکھے مثلاً ایک معاشرے میں والدین کی اطاعت، چھوٹوں پر شفقت، بزرگوں کا احترام اور مہمانوں کی عزت کو اچھا سمجھا جاتا ہے۔ وہ معاشرہ چاہے گا کہ اپنی نئی نسل کو یہ قدریں منتقل کرے اور تعلیم یہ فرض بجا لائے۔ صدیوں پرانی ان قدروں کا پامال ہونا معاشرہ برداشت نہیں کرتا اس لئے تعلیم کا یہ فرض ہے کہ اگلی نسل کو یہ امانت دیانتداری اور خلوص سے سونپ دے ان مانی ہوئی اقدار سے جو لوگ منحرف ہوتے ہیں وہ معاشرے کی تباہی کا موجب بنتے ہیں۔ وہ امور کی وجہ سے معاشرے میں اتحاد، یکجہتی، اتفاق، باہمی محبت اور احترام کے رشتے قائم ہوتے ہیں۔ معاشرہ چاہتا ہے کہ ان کو بلاچوں وچرا آنے والی نسل مان لے۔ تعلیم کا یہ بنیادی فرض ٹھہرتا ہے کہ ان ثقافتی اور معاشرتی اقدار کی حفاظت کرے جن پر معاشرے کی بنیاد کھڑی ہوتی ہے۔

ثقافتی تحفظ اور تعلیم: ہر معاشرے نے اپنے لئے زندگی گزارنے کے طور طریقے ادب آداب اور سلیقے اپنا رکھے ہوتے ہیں۔ معاشرے کے ان پہلوؤں میں زبان، مذہب، جغرافیائی، تاریخی حالات کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے۔ زندگی کا یہ رہن سہن اور چلن صدیوں کی معاشرت اور انسانی تجربوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے ہر معاشرہ اپنی بقا چاہتا ہے۔ تعلیمی اداروں کا قیام بھی اسی لئے عمل میں آتا ہے کہ آنے والی نسل ان ثقافتی آداب کو اپنا لے اور اجتماعی زندگی اپنانے میں کوئی دشواری محسوس نہ کرے، کامیاب معاشرے وہی ہوتے جس کا ہر فرد اجتماعی رنگ میں رنگا ہوتا ہے۔ تعلیم کا کام یہ ہے کہ قطرے سے نکلنے والے فرد کو قطر میں رکھنے پر مجبور کرے۔ تعلیم یہی سبق دیتی ہے کہ:

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ

تعلیم ناہمواری، مشکلات اور راستے کی دشواریوں کو دُور کرتی ہے اور معاشرے کے جانچے پرکھے اور آزمائے ہوئے راستوں پر چلنے کا سبق دیتی ہے۔ تعلیم آزمودہ طریقوں، مستعمل اور مقبول ترکیبوں کے ذریعے آسان اور سادہ زندگی گزارنے کے گر سکھاتی ہے۔ عقل مند لوگ نہ صرف اپنی زندگی کے تجربات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں بلکہ دوسروں کے تجربات سے بھی سبق سیکھتے ہیں۔ اجتماعی ثقافت اور رہن سہن مختلف لوگوں کے طویل تجربوں کا نچوڑ ہوتے ہیں اس لئے اسے مجموعی انسانی میراث سمجھ کر اس سے اپنی زندگی میں فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ تعلیم کا یہی فرض ہے کہ وہ معاشرے کے متعین معیار اور اقدار کو آنے والی نسل تک پہنچائے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

یہ کام جتنا پائیدار اور مؤثر ہوگا اتنا ہی معاشرہ محکم اور مضبوط ہوگا۔

تعلیم اور معاشرتی تغیر: معاشرے میں تبدیلی لانا زمانہ قدیم سے ہی تعلیم کا اہم کام سمجھا گیا ہے لیکن تبدیلی ایسی ہونی چاہیئے جو معاشرے کے بنیادی مقاصد اور اجتماعی اقدار کے خلاف نہ ہو۔اگرچہ تعلیم کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی رہا ہے کہ تعلیم پا کر نوجوان معاشرے میں کامیاب زندگی گزار سکیں مگر انسانوں کی یہ بھی آرزو رہی ہے کہ تعلیم کے ذریعے جو بالغ ہوں وہ موجودہ بالغ افراد سے بہتر ہوں۔اس طرح مجموعی انسانی معاشرہ ترقی کرے۔اسی مقصد کی خاطر تعلیم کو رہبری اور رہنمائی کا کام بھی سونپا گیا۔یہ رہنمائی اور رہبری معاشرے میں خوشگوار تبدیلی لانے کے لئے ہوتی ہے۔انسان بہتر سے بہتر زندگی کے رُخ اسی طرح اختیار کرتا رہا۔تعلیم ایک طرف معاشرے کی بقا اور تحفظ کا کام سرانجام دیتی ہے۔دوسری طرف معاشرے کی تعمیر و اصلاح اور مثبت تبدیلی کا کام بھی کرتی ہے یعنی تعلیم معاشرے کی مقلد محافظ اور رہنما بھی ہے۔تعلیم کے یہ سہ گونہ کام ابتداء سے ہی مسلم ہیں۔تعلیم کا ایک اہم ترین یہ مقصد ٹھہرتا ہے کہ طلبہ کے طرز فکر و عمل میں بہتر تبدیلی لانا تحقیق اور جستجو کے جذبے پیدا کرنا تا کہ وہ زندگی کی بہتر راہیں تلاش کر سکیں۔اب تعلیم کا مقصد یہی نہیں کہ اس سے افراد مہذب و شائستہ زندگی گزار سکیں بلکہ بہتر طریقے سیکھنا اور بہتر زندگی گزارنے کے لئے کوشش کرنا بھی اس کے مقاصد میں سے ہے۔اسی لئے جو لوگ تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔ان کو معاشرے میں تبدیلی لانے سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ان میں قناعت اور اپنے حال میں مست رہنے کی خواہش ہوتی ہے۔غیر تعلیم یافتہ معاشرے جمود کا شکار رہتے ہیں ان میں وسائل محدود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ پیداواری ذرائع میں اضافہ نہیں ہوتا۔ایسے معاشرے پس ماندہ اور غیر ترقی یافتہ رہ جاتے ہیں۔قدیم طریقوں کو چھوڑنا انہیں پسند نہیں ہوتا۔اس موقعہ سے فائدہ اُٹھا کر چند افراد یا ایک چھوٹا سا گروہ تمام وسائل پر قابض رہتا ہے اور ان کی اجارہ داری قائم رہتی ہے۔امیر اور غریب میں بہت زیادہ فرق ہو جاتا ہے۔لوگ تقدیر پر شاکر ہو کر اور اپنی زندگی کو مقدر یا قسمت کا لکھا سمجھ کر کولہو کے بیل کی طرح ایک ہی طرز کی زندگی بسر کرتے رہتے ہیں۔تعلیم اس جمود اور سکون کو توڑنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔تعلیم ایک طرف تو افراد کو شعور بخشتی ہے ارد گرد کے ماحول سے واقفیت بخشتی ہے۔دوسری طرف متبادل مواقع اور امکانات کے دروازے کھولتی ہے انسان کو اپنی صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے اور کوشش کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔جب انسان اکٹھے ہو کر اپنی قسمت بدلنے کی کوشش کرتے ہیں تو قدرت بھی ان کی مدد کرتی ہے۔اس طرح تعلیم ان کے لئے بہتری کی طرف تبدیلی کا ذریعہ بنتی ہے۔سیاسی اور معاشی قوتوں میں لوگ شریک ہو کر جمود کی فضا کو توڑنے میں کامیاب ہوتے ہیں زندگی متحرک ہو جاتی ہے اور بے شمار کام جن کو انسان ناممکن اور مشکل سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے، ممکن اور سہل ہو جاتے ہیں۔دنیا کی مختلف اقوام اور معاشروں نے اسی طرح ترقی کی منزلیں طے کی ہیں۔تعلیم کا یہ عظیم کردار بہت اہم ہے۔

ترقی اور تعلیم: کسی معاشرے یا ملک کی ترقی کے کئی پہلو ہوتے ہیں مثلاً اقتصادی یا معاشی ترقی، صنعتی ترقی، معاشرتی ترقی، انفرادی ترقی، زرعی ترقی، تجارتی ترقی، سائنسی و ٹیکنالوجی کی ترقی وغیرہ ان تمام پہلوؤں میں تعلیم ایک بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔والٹر روسو کے مطابق پس ماندہ معاشرہ وہ ہوتا ہے جہاں پیدائشِ دولت کے وسائل محدود ہوں اور فی کس آمدنی میں اضافہ اور تبدیلی آسانی سے ممکن نہ ہو۔ایسے معاشروں میں وسائلِ پیداوار پر چند افراد کی اجارہ داری ہوتی ہے۔ آبادی کی اکثریت مزارع یا مزدور ہوتی ہے۔ایسی صورت حال کو تبدیل کرنے کے لئے مؤثر طریقہ تعلیم ہے۔جو افراد کو ہنرمند، پیداواری اور محنتی بناتی ہے۔تعلیمی ترقی سے نئے نئے پیداواری ذرائع دریافت ہوتے ہیں اور آمدنی و دولت کے ذرائع میں اضافہ ہوتا ہے۔مجبور غریب کے علم اور ہنر میں اضافہ ہوتا ہے تو وہ معیار زندگی بلند کرنے کی فکر کرتے ہیں۔

برطانیہ، امریکہ اور فرانس جیسے ممالک میں صنعتی معیشت کی جانب پہلا قدم معاشرے کے تعلیم یافتہ افراد کی تحریک پر اُٹھایا گیا۔جس قوم میں تعلیم کا انجکشن لگتا ہے اس سے جہالت اور بے کاری کے جراثیم مرنے لگتے ہیں۔لوگ نئی دریافتوں اور انکشافات کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔معاشرے کی ضروریات میں اضافہ ہوتا ہے تو صنعتی ضروریات جنم لیتی ہیں اس طرح صنعتی ترقی کی بنیاد پڑتی ہے اس ترقی کے لئے تعلیم ہی بنیاد فراہم کرتی ہے۔جنگِ عظیم میں تباہی کا ڈھیر ہونے کے باوجود تعلیم یافتہ اور ہنرمند افراد نے قلیل عرصے میں ان ممالک کو ترقی کی اعلیٰ منزلوں تک پہنچا دیا۔اس کے برعکس ہمیں آزاد ہوئے پچاس برس سے زیادہ ہوئے مگر تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہماری پس ماندگی میں فرق نہیں آیا۔تعلیم کو آج کل انسانی وسائل میں سرمایہ کاری کہا جاتا ہے جس میں قدرتی وسائل مثلاً زمین، معدنیات، جنگلات میں سرمایہ لگانے سے پیداواری شرح بڑھائی جا سکتی ہے اور منافع حاصل کیا جا سکتا ہے۔۔اسی طرح انسانوں کی تربیت اور تعلیم پر سرمایہ خرچ کرنے سے انسانوں کی کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں زیادہ پیداوار اور زیادہ سرمایہ حاصل ہوتا ہے۔بعض ماہرین نے تعلیم اور آمدنی کے باہمی تناسب کا اندازہ لگانے کی بھی کوشش کی ہے۔ان کی تحقیق کے مطابق تعلیم اور آمدنی کا بہت گہرا تعلق ہے، بشرطیکہ تعلیم ضروریات اور معاشرے کی مانگ کے مطابق ہو۔

معاشرتی ترقی میں بھی تعلیم اہم کردار ادا کرتی ہے۔معاشرے میں غلط رسوم، روائتی جاہلانہ اور بے جا اخراجات کو ختم کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔رہنے سہنے کے اچھے طریقے سکھاتی ہے۔انسانوں کے باہمی تعلقات کو بہتر بناتی ہے اور صحت و اخلاق کو بہتر بنانے پر زور دیتی ہے۔تعلیم کے ان ثمرات سے معاشرہ ترقی پاتا ہے اور انسان خوش حال اور محفوظ ہوتے ہیں۔سیاسی ترقی بھی انسانی شعور میں اضافے سے آتی ہے۔انسان باشعور ہو کر صحت مند اور فلاحی معاشرہ وجود میں لاتے ہیں۔انہیں اپنے اور دوسروں کے حقوق کا پتہ چلتا ہے اور آپس کے تعاون سے بہتر حکومت کی تشکیل کرتے ہیں۔جرائم رک جاتے ہیں اور پرسکون ماحول پیدا ہوتا ہے۔آزادیٔ فکر و عمل، احترامِ آدمیت اور تحمل و بُردباری تعلیم کی برکات سے پیدا ہوتی ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ٹیکنالوجی اور سائنس میں ترقی میں نئی نسلوں کی تربیت فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔تعلیمی ادارے اس قسم کی تعلیم دے کر اعلیٰ سطح کے باصلاحیت افراد تیار کرتے ہیں' ٹیکنالوجی کی صلاحیت اور سائنس کا علم تعلیمی اداروں سے پیدا ہوتا ہے۔ترقی یافتہ ممالک کی ترقی کا راز بھی یہی ہے کہ انہوں نے تعلیم کو سائنس و ٹیکنالوجی کے حصول کا ذریعہ بنایا اور دنیا میں اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کی منزلیں حاصل کیں۔

سوال نمبر 4 انفرادی اختلافات سے کیا مراد ہے؟ انفرادی اختلافات ،عمل تعلم پر کیا اثرات مرتب کرتے ہیں؟ بیان کریں۔

جواب : انفرادی اختلافات: اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں بڑا تنوع پیش کیا ہے۔جس طرح انواع واقسام کی اشیاء ہیں ۔اسی طرح ایک قسم کی اشیاء اور جاندار اپنی انفرادی خصوصیات کی بنا پر ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔انسان جو ایک دوسرے سے مشابہ، ہم رائے ، ہم خیال اور مماثل ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے مختلف نظر آتے ہیں ۔وہ دراصل گہرے اور نمایاں اختلافات کی بناء پر ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں اور ان کے اختلافات کی انفرادیت کو اجاگر بھی کرتے ہیں ۔یہ انفرادی اختلافات ظاہری بھی ہوسکتے ہیں اور باطنی بھی جسمانی بھی ہوسکتے ہیں اور کرداری بھی اکتسابی اور غیر اکتسابی بھی۔غرضیکہ انفرادی اختلافات کی بنیاد وراثت اور ماحول دونوں پر ہے۔فرد ان سے جس طرح اثرات قبول کرتا ہے۔جن واقعات وحادثات سے گزرتا ہے اور جس طرح خود کو سب سے الگ ہستی شمار کرتا ہے اسی میں اس کی انفرادیت پنہاں ہوتی ہے۔انفرادی اختلافات سے مراد وہ اختلافات اور تغیرات ہیں جو ایک فرد دوسرے فرد سے رکھتا ہے وہ اختلافات جسمانی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی ہونے کے علاوہ مخصوص رجحانات ومیلانات کے بھی ہوسکتے ہیں۔

انفرادی اختلافات اور عمل تدریس: تعلم کے عمل میں انفرادی اختلافات بڑی اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ انفرادی اختلافات کو سمجھے بغیر تعلم کا عمل کامیاب نہیں بنایا جا سکتا۔روزمرہ کے اور تجربات سے معلوم ہوتا ہے کہ انفرادی اختلافات نے بچوں کے تعلم کو متاثر کیا ہے۔ہم تعلیمی میدان میں دیکھتے ہیں کہ بچے ایک ہی ماحول، ایک ہی استاد، ایک ہی نصاب ایک ہی طریقہ تدریس اور ایک ہی ذہنی آزمائش کے باوجود ان کے تعلیمی نتائج میں فرق ملتا ہے۔بعض کامیاب ہوتے ہیں بلکہ کامیابی بھی اختلاف آتا ہے۔یہ اختلاف ان کے ذہنی اختلافات کو ظاہر کرتے ہیں۔تعلیمی میدان میں انفرادی اختلافات پر اس وقت سے زیادہ زور دیا جائے گا۔جب تعلیمی ماحول میں یکسانیت کے باوجود ان کی آموزش اور ذہنی آزمائشوں کے نتائج میں زمین وآسمان کا فرق محسوس ہوا۔اس موضوع پر کافی غور وفکر اور تحقیق کرنے کے بعد واضح ہوا کہ ہم اختلافات کو نظر انداز نہیں کرسکتے اگر بچے کے تعلم کے عمل کو بہتر بنانا ہے تو ان کے اختلافات کو پیش نظر رکھ کر تعلم کے بہتر وسائل اختیار کیے جائیں تاکہ بچے ذہنی لحاظ سے بہتر ہوں اور ان کی آزموش بھی بہتر ہو۔

گویا صحیح تعلم وہی ہے جس میں انفرادی اختلافات کو ملحوظ رکھا جائے ان اختلافات کو مدنظر رکھ کر مندرجہ ذیل طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔

۱۔خاص مدرسے: بعض بچے ذہنی پسماندگی کی وجہ سے عام طلبہ کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے ان کیلئے علیحدہ مدرسوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ان کا نصاب ایسا ہونا چاہیے جو ان کی قابلیت کے مطابق ہو۔ان کی تدریس کے طریقے بھی مخصوص ہوتے ہیں اور ان کے اساتذہ کی تربیت بھی خاص نہج سے کی جاتی ہے۔

۲۔گروہ بندی: محدود وسائل کی وجہ سے اگر علیحدہ مدرسوں کا قیام ممکن نہ ہو تو اس کا متبادل انتظام کلاس میں گروہ بندی کے ذریعے کیا جاسکتا ہے یا پھر سکول کے مختلف سیکشن بنائے جاسکتے ہیں۔گروہ بندی کی وجہ سے طریقہ ہائے تدریس میں لچک پیدا ہوتی ہے اور ان کو بچوں کی ذہانت کے مطابق ڈھالا جاتا ہے۔مزید برآں ذہین بچے سست رفتار بچوں کے ساتھ پڑھ کر دلچسپی کھو بیٹھتے ہیں۔گروہ بندی سے وہ اپنی سطح کے بچوں کے ساتھ رہ کر خوشی سے کام کرتے ہیں اور کند ذہن بچے احساس کمتری کا شکار نہیں ہوتے۔

۳۔انفرادی توجہ اور سمعی وبصری معاونات کا استعمال: مدرسے کے اوقات میں یا مدرسے کے اوقات کے بعد استاد خصوصی توجہ کے مستحق بچوں کو اصلاحی تعلیم دے سکتے ہیں۔جس میں وہ انفرادی توجہ دے کر اور سمعی بصری معاونات کی مدد سے سبق کو آسان بنا سکتے ہیں۔استاد بچوں کی تعلیمی کمزوریوں کا پتہ چلا کر ان کا تدارک کرسکتے ہیں۔کھیل اور ڈرامے وغیرہ کے ذریعے بھی خصوصی توجہ کے مستحق بچوں کیلئے تعلم کو مفید بنایا جاسکتا ہے۔

۴۔نصاب میں توسیع: نصاب میں توسیع سے بچوں کی دلچسپی قائم رہتی ہے اور انکی ذہانت کو ابھرنے اور نکھرنے کا موقع ملتا ہے اگر نصابی مضامین کی تعداد بہت زیادہ ہوگی تو بچے کی اپنی صلاحیت ، دلچسپیوں اور رجحانات کے مطابق مضامین کا انتخاب کرلیں گے اس طرح ان پر اختلافات کے منفی اثرات کم ہوں گے۔

۵۔ہم نصابی سرگرمیوں کی تعداد میں اضافہ: بچے اپنی دلچسپیوں اور رجحانات میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ایک سرگرمی اگر ایک بچے کو پسند ہے تو دوسرا بچہ اسے پسند نہیں کرتا۔اگر ایک ریاضی کے مضمون میں لائق ہے تو دوسرا اس میں بار بار ناکام ہوتا ہے۔اسی طرح اگر ایک بچہ کسی کھیل میں بہت اچھا ہے تو دوسرے کھیل میں معمولی کارکردگی دکھاتا ہے۔یہ سب اختلافات فطری ہیں اور بچوں کے ہر گروہ میں موجود ہوتے ہیں۔لہٰذا بچوں کی بہتر تربیت کا تقاضا ہے کہ مدرسے کے پروگرام میں نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے تاکہ طلبہ کی زیادہ سے زیادہ تعداد حصہ لے سکے اور اپنی دلچسپی کے مطابق کھیلوں کا انتخاب کرکے اپنے فطری اختلافات کی تشفی کرسکے۔

۶۔تحریک: ایک جماعت میں ایسے بچے بھی ہوتے ہیں جو سبق کے دوران پوری توجہ نہیں دیتے۔ان میں سستی اور کاہلی کی خصوصیات نمایاں ہوتی ہیں اس کے مقابلے میں کچھ بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں سیکھنے کی خواہش تیز ہوتی ہے۔تجسس وتلاش کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے اور نئے نئے تجربات کرکے اپنے تجسس کے جذبے کی تشفی کرتے ہیں۔ایک سست اور لاپرواہ بچے میں سیکھنے کی خواہش پیدا کرنا بھی استاد کے کاموں میں سے ایک ہے۔استاد کو اپنی تدریس میں دلچسپی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

پیدا کرنے کے مختلف طریقے استعمال کرنے چاہئیں ۔اس طرح بچے کام کر کے خوش بھی ہوتے ہیں اوران کی دلچسپی بھی قائم رہتی ہے ۔سبق لمبے ہونے چاہئیں اوراستادسمعی بصری معاونات کے ذریعے تعلیم دے۔

۷۔دلچسپیاں: بچے کچھ کام کر کے خوش ہوتے ہیں اور کچھ کاموں میں بے زاری کا اظہار کرتے ہیں ۔سب جانتے ہیں کہ ایک کام کسی خاص بچے کیلئے دلچسپی کا باعث ہوتا ہےلیکن دوسرا بچہ اس کام میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا۔دلچسپیاں اکتسابی ہوتی ہیں یعنی بچے اپنے ماحول سے چیزوں کو پسند یا نا پسند کرنا سیکھتے ہیں ۔بچوں کی دلچسپیوں کا نصاب،طریقہ تدریس اور درسی کتب سے گہرا تعلق ہے۔عام ہ ہے کہ بچے جن کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں ان پر کافی وقت صرف کرتے ہیں ۔ان کاموں کو کرتے ہوئے تھکن اور بے زاری ان کے پاس نہیں بھٹکتی اس کے برعکس دلچسپی کی عدم موجودگی ان کو جلدتھکا دیتی ہے ۔اس لیے بچوں کی تدریس ان کی دلچسپیوں کو مدنظر رکھ کر کرنی چاہیے تا کہ ان میں خوداعتمادی اور قیادت کی صلاحیت پیدا ہواوران کی معلومات میں بھی اضافہ ہو۔

دلچسپیوں کو مدنظر رکھ کر بچوں کی گروہ بندی کی جاسکتی ہے ۔ایسی جماعتیں جہاں بچوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے استاد کیلئے کئی قسم کے مسائل پیدا کرتی ہیں ۔اس کا حل یہ ہے کہ بچوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ان کی دلچسپیوں کے مطابق پڑھنے لکھنے کا کام دیا جائے ۔اس طرح بچے مصروف رہتے ہیں ۔استاد اس دوران اپنا کام کرتا ہے اور نظم وضبط برقرار رہتا ہے۔

۸۔صلاحیت: بچوں کی صلاحیتیں بھی مختلف ہوتی ہیں ۔مثلاً اگر دو بچے ایک ہی ذہنی سطح کے ہوں تو ضروری نہیں کہ ان کی صلاحیتیں بھی یکساں ہوں ۔ممکن ہے کہ ایک بچے میں وکیل بننے کی صلاحیت موجود ہو۔تحریری اور تقریری کام کرنے کی صلاحیت،عددی یا حساب سے تعلق رکھنے والے کاموں کی صلاحیت تصویر کشی کی صلاحیت، ٹائپ کرنے اور دفتر کا کام کرنے کی صلاحیت،موسیقی کی صلاحیت وغیرہ قابل ذکر صلاحیتیں ہیں ۔یہ صلاحیتیں موروثی بھی ہوسکتی ہیں ۔ماحول سے ان صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقع ملتا ہے ۔اگر صلاحیت کے مطابق کام نہ ملے تو انسان اطمینان قلب سے محروم ہو جاتا ہے۔

مضامین اور پیشے کا انتخاب صلاحیتوں کی روشنی میں کرنا چاہیے ۔اگر انتخاب کے وقت کی مرضی کو ٹھونسا جائے اور صلاحیتیں نظر انداز کر دی جائیں تو اکثر بچے کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔استاد کا کام ہے کہ وہ بچوں کی صلاحیتوں کا پتہ چلائے اور مضامین کے انتخاب میں ان کی صحیح رہنمائی کرے۔

۹۔بچوں کے مطالعے کے طریقے: استاد کیلئے صرف یہ کافی نہیں کہ وہ انفرادی اختلافات کی حقیقت کو تسلیم کرے۔اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اسے ان تمام رسمی اور غیر رسمی طریقوں کا علم ہو جو ان اختلافات کے سمجھنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں ۔ہر جماعت میں عام طور پر بچوں کی تعداد تقریباً چالیس کے قریب ہوتی ہے ۔اگر استاد ان سب کو کچھ سکھاتا ہیں تو اسے ان کی خصوصیات کا بھی پتہ ہونا چاہیے ۔استاد درج ذیل طریقوں کی مدد سے بچوں کی خصوصیات کا پتہ لگا سکتا ہے۔

۱۔ سکول ریکارڈ کی مدد سے	۲۔ استاد کی ڈائری کے ذریعے	۳۔ انٹرویو کے ذریعے
۴۔ ہ کے ذریعے	۵۔ پڑتالی فہرست کی مدد سے	۶۔ معاشرتی تعلقات کی پیائش کے پیمانے سے
۷۔ سوالنامے کے ذریعے	۸۔ معیاری آزمائشوں کی مدد سے	۹۔ مطالعہ احوال کے ذریعے

انفرادی اختلافات اور مدرسہ: مدرسے کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر بچے کیلئے خواہ وہ بچہ اپنے گروہ سے کتنا ہی مختلف کیوں نہ ہو تعلیم کی تمام مناسب سہولیات کا بندوبست کرے۔اس کے لیے حسب ذیل اقدامات ضروری ہوتے ہیں۔

۱۔ بچوں کے انفرادی اختلافات کی صحیح اور بروقت شناخت۔

۲۔ بچوں کو وہ تمام سہولتیں پہنچانا جن سے وہ اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق کامیاب ہوسکیں۔

۳۔ صحت مند ماحول کی فراہمی ہوتا کہ بچوں کی ذاتی اہلیتوں کی نشو ونما ہوتی رہے۔

۴۔ تربیت یافتہ کونسلر مہیا کرنا۔

۵۔ انفرادی دلچسپیوں اور ضروریات کے مطابق نصاب مہیا کرنا۔

۶۔ سمعی وبصری اعانات مہیا کرنا۔

۷۔ دیگر مددگار اداروں کا تعاون حاصل کرنا۔

سوال نمبر 5 رہنمائی کی تعریف بیان کریں نیز رہنمائی کے عمل کی اہمیت ومقاصد پر روشنی ڈالیں۔

جواب: رہنمائی کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ خود آدمی کا اس زمین پر سماجی وجود۔اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ابتداء سے ہی مشورے،صلاح اور رہنمائی کی ضرورت رہی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ تمام منظم مذاہب اور اصلاحی تحریکوں کا بنیادی مقصد مدد ومشورہ ہی رہے ہیں ۔آیئے رہنمائی کے مفہوم وتعریف سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔

رہنمائی کا مفہوم: لغوی اعتبار سے رہنمائی کا مفہوم کسی شخص کی مدد کرنے سے عبارت ہے لیکن معنوی لحاظ سے اس کا مطلب اتنا وسیع اور جامع ہے کہ اسے چند فقروں میں ادا کرنا مشکل ہے۔رہنمائی کے مختلف معنی وقت کی پیداوار ہیں ،مثلاً ابتداء میں اس سے مراد صرف پیشہ ورانہ رہنمائی تھی ۔بعد میں یہ مفہوم وسیع تر ہوتا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم ایڈ ایم اے ایم ایس سی ایم فل پی ایچ ڈی کی تمام کلاسز کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے آرڈر پر رابطہ کریں

گیا اور ماہرین اسے مکمل تعلیم کے ہم معنی سمجھنے لگے۔بعض نے اسے مختلف عوامل وخدمات کا مجموعہ سمجھا جو فرد کی کامیاب زندگی میں مدد ومعاون ہو سکتے ہیں۔ایک اور مفہوم کے مطابق ،رہنمائی ایک سائنسی عمل ہے جس میں چند ایک ایسے اقدام شامل ہیں جو کسی بھی طالب علم کی مدد کو باقاعدہ قابل عمل بناتے ہیں۔

رہنمائی کی تعریف مختلف ماہرین کی نظر میں: رہنمائی کی تعریف مختلف ماہرین نے مختلف طریقوں سے کی ہے لیکن ان کا لب لباب نظریاتی حد تک مماثلت رکھتا ہے۔

آر بکلے: آر بکلے کا کہنا ہے کہ ''رہنمائی ایک ایسی معاونت ہے جو بچے کو اپنے آپ کو، اپنے ہم عصروں کو، مدرسے کو اور اپنی تہذیب کو مکمل طور پر سمجھنے میں مدد دیتی ہے تاکہ وہ اپنے تعلیمی ماحول سے کما حقہ فائدہ اٹھا سکیں''۔

ٹریکسلر: ٹریکسلر کے مطابق ''رہنمائی افراد کی ذہنی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کی مناسب نشوونما کر کے ان کو مقصد حیات سے آشنا اور جذبۂ خودنمائی سے آراستہ کرنے کے بعد اس قابل بناتی ہے کہ وہ معاشرے میں ایک باعزت مقام حاصل کر سکیں۔اس لیے رہنمائی ایک ایسی اصلاح ہے جو احاطہ سکول کے اندر اور باہر طالب علم کی جملہ شخصی،سماجی اور معاشرتی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوتی ہے''۔

اسی طرح رہنمائی سے مراد کسی شخص کا دوسرے شخص کی اس طرح مدد کرنا ہے کہ وہ فیصلہ کر سکے کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے یا اس کا مقصد کیا ہے اس مقصد کو وہ کس طرح حاصل کر سکتا ہے تاکہ وہ روزمرہ زندگی میں پیدا ہونے والے مسائل حل کر سکے۔

کرو اینڈ کرو (Crow and Crow) کے مطابق: ''رہنمائی ایک معاونت ہے جو موزوں مشیر کسی بھی عمر کے فرد کی مدد کے لیے فراہم کرتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کو درست کر سکے،اپنے نقطۂ نظر کو ترقی دے سکے،اپنے فیصلے خود کر سکے اور اپنا بوجھ خود اٹھا سکے''۔

میتھوسن (Mathewson) نے رہنمائی کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے: ''طالب علم کی یوں مدد کرنا ہے کہ وہ ذاتی نشوونما تعلیم وتربیت معاشرتی اور پیشہ ورانہ طور پر بہتر انداز میں حاصل کرنے،اپنی ضروریات کو پورا کرنے اور مسائل کو حل کرنے کے قابل ہو جائیں''۔

ملر (Miller) ایک بہت بڑے ماہر تعلیم ہیں۔وہ رہنمائی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں: ''رہنمائی سے مراد طلبہ کو سکول کے نصابی وتعلیمی مسائل حل کرنے کے قابل بنانا ہے تاکہ وہ اپنی ذہانت اور صلاحیتوں سے کام لے کر اپنی مشکلات کو دور کر سکے۔

مشہور ماہر نفسیات کاؤلے (Cowley) کے الفاظ میں: ''رہنمائی ایسا تعلیمی فعل ہے جو طالب علم کی زندگی کو براہ راست متاثر کرتا ہے۔اس کا مقصد کسی کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے تعلیمی تجربات کی تنظیم کر کے ایک اچھا شہری بن سکے''۔

رہنمائی سے مراد ایسی معاونت ہے جس میں جبر کا عمل دخل نہیں ہوتا ہم بطور رہنما اپنے فیصلے فرد پر نہیں ٹھونستے بلکہ ہماری سعی یہ ہوتی ہے کہ ہم فرد کو اس قابل بنائیں کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو سمجھ سکے اور اس سے فائدہ اٹھا سکے۔رہنمائی کا تعلیم سے گہرا تعلق ہے کیونکہ سکول میں رہنمائی کا مقصد طلبہ کو تحصیل علم میں مدد بہم پہنچانا اور ان کے مسائل کو حل کرنا ہوتا ہے۔تعلیمی رہنمائی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے طلبہ کو تعلیم اور روزمرہ زندگی سے مطابقت سکھائی جاتی ہے،مضامین کے انتخاب میں مدد کی جاتی ہے،ایسے طلبہ کی مدد کی جاتی ہے،جو لائق ہوں مگر معاشی بدحالی ان کے حصول منزل میں حائل ہو۔تعلیم کی ناکامیوں کو کم کرنے،بے روزگاری اور تعلیمی معیار کے انحطاط کو روکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

رہنمائی کے اصول (Principles of Guidance): رہنمائی کے چند بنیادی اصول ہیں۔کسی فرد کی رہنمائی کے لیے ان کا مدنظر رکھنا بڑا ضروری ہے۔یہ اصول مندرجہ ذیل ہیں:

1-ست رفتار عمل: رہنمائی کا عمل مسلسل مگر ست رفتار عمل ہے۔فرد کو کسی مناسب فیصلے یا مطابقت کے لیے ایک خاص وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔رہنمائی کو فرد کی پیچیدہ شخصیت کے پیش نظر اس کے مسائل کو سمجھنے میں وقت لگتا ہے لہٰذا رہنمائی میں وقت کے اصولوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

2-مسلسل عمل: رہنمائی ایک مسلسل عمل ہے،نہ کہ جامد وساکت۔وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ نئے نئے مسائل سامنے آ رہے ہیں۔فرد کو ان کے حل کے لیے بروقت رہنمائی کی ضرورت رہتی ہے۔جوں جوں فرد بلوغت کی حدود کو چھوتا جاتا ہے،رہنمائی کی ضرورت کم ہوتی جاتی ہے۔

3-خود کفیل: رہنمائی کی بدولت فرد کے اندر دوراندیشی پیدا ہوتی ہے۔اس لیے رہنمائی کا ایک اصول یہ ہے کہ وہ فرد کو خود فیصلہ کرنے اور دوراندیش بنانے میں مدد دے۔

سب کے لیے رہنمائی: رہنمائی تمام افراد کے لیے ہوتی ہے۔رہنمائی کی کسی بھی سطح پر رہنمائی حاصل کرنے والے کو یہ احساس نہ ہو کہ رہنمائی کی تمام تر توجہ مخصوص افراد کے لیے ہے۔اس طرح رہنمائی کا نظام متاثر ہوگا۔

5-پس منظر: رہنمائی کا ایک اصول یہ ہے کہ مسئلے کے حل کرنے میں مدد دینے سے قبل مسئلے کے ماضی اور تاریخ سے شناسائی حاصل کی جائے،اس لیے کہ ہر مسئلے کی بنیاد خاص حالات ہوتے ہیں۔یعنی اس کا مخصوص پس منظر ہوتا ہے۔

6-مربوط مطالعہ: ہر فرد کی شخصیت مربوط اور پیچیدہ ہے۔فرد دماغ کے بغیر نہیں ہے اور اس کا جسم دماغ کے بغیر کھوکھلا ہے۔ایک فرد کی حیثیت سے وہ ماحول کے اثرات پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتا ہے،اس طرح اس کے مسائل آپس میں ہم آہنگ ہیں۔لہٰذا رہنمائی کے لیے فرد کے مربوط مطالعے کی ضرورت ہوتی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہے۔

7- مجموعی پروگرام: رہنمائی کے پروگرام کو سکول کے پروگرام کا حصہ ہونا چاہئے۔ اسے الگ کام نہ تصور کیا جائے اور اسے رہنمائی دینے والے کی ذات تک ہی محدود نہ کر دیا جائے بلکہ اس میں وہ جملہ عوامل شامل ہوں جو فرد کی نشو و نما میں کارفرما ہوتے ہیں۔

8- تدریسی ہم آہنگی: رہنمائی کا ایک اصول یہ ہے کہ نصابی مواد اور تدریسی عمل سے رہنمائی کا اظہار ہونا ضروری ہے۔ اس لیے ایک کامیاب اور مؤثر تدریس کے لیے موزوں راہ کا متعین کرنا لازم ہے۔

9- ماہر کی ضرورت: کسی بھی عمر کی سطح تک مخصوص رہنمائی کے مسائل کو ایک ماہر تجربہ کار رہنما تک پہنچانا اور رہنمائی حاصل کرنا بڑا ضروری ہے، اس لئے رہنما اور ماہر کی خدمات ناگزیر ہیں۔

10- لچک دار: رہنمائی کا پروگرام لچک دار ہو اور فرد و معاشرے کی ضرورت کے عین مطابق ہو۔

11- جائزہ: رہنمائی کے پروگرام کی وقفے وقفے سے جانچ پڑتال ہونی چاہئے اور اس کا جائزہ لے کر اسے موزوں اور بہتر بنانا ضروری ہے۔

12- مختلف طریقوں کا استعمال: ہر فرد کا مسئلہ دوسرے کے مسئلے سے مختلف ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے حل کے طریقے بھی مختلف ہوں گے یعنی مسئلے کے لیے کوئی ایک مجرب نسخہ کارآمد ہو گا اس لیے ہر مسئلے کی نوعیت کو سمجھنا چاہئے اور پھر طریقوں کی ضروریات کی روشنی میں ڈھالنا چاہئے۔

رہنمائی کی اقسام: اس سائنسی دور میں جب ہم رہنمائی کی اہمیت و ضرورت پر نظر ڈالتے ہیں تو اس کے پیش نظر تمام شعبہ ہائے زندگی میں رہنمائی کے پروگرام کی ضرورت پیش آتی ہے مثلاً پیشے کے انتخاب، تعلیم میں مضامین کے انتخاب، صحت و صفائی کے زریں اصولوں کے متعلق معاشرے میں احسن طریقے سے واقفیت اور معاشرے کے بہتر فرد کے طور پر زندگی بسر کرنے کے طریقے سیکھنے کے لئے رہنمائی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ چنانچہ ان حالات میں رہنمائی کی مندرجہ ذیل اقسام گنوائی جا سکتی ہیں:

1- تعلیمی رہنمائی: تعلیمی رہنمائی ایک ایسی علمی معاونت ہے جو کسی بھی استعداد کے طالب علم کو اس تسلسل اور انداز سے مدد بہم پہنچاتی ہے کہ وہ اس کی بدولت ہر طرح کی تعلیمی، پیشہ ورانہ، جسمانی، اخلاقی، معاشرتی، شخصی اور جذباتی مشکلات یا الجھنوں پر بآسانی عبور حاصل کر سکے۔ اس کی تدریس میں وہ تمام تدریسی اور غیر تدریسی سرگرمیاں شامل ہیں جو طالب علم کو اپنے مستقبل کے بہترین انتخاب اور تعمیر شخصیت میں پوری طرح معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

2- پیشہ ورانہ رہنمائی: اس میں طالب علم کی اس طرح رہنمائی کی جاتی ہے کہ وہ مختلف تعلیمی اداروں کی طرف سے پیش کی جانے والی پیشہ ورانہ تربیت، اس کی معلومات، داخلہ، مدت تعلیم، اخراجات اور دیگر سہولتوں کا علم حاصل کر سکیں۔

3- معاشرتی رہنمائی: معاشرتی رہنمائی انفرادی طور پر ہر فرد کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ اپنے ماحول کے ساتھ مطابقت پیدا کر سکے اس کے علاوہ اس کی مدد سے شہریت کے اصول و قواعد اور اچھے شہری کے اوصاف ان پر واضح کیے جاتے ہیں۔

4- صحت کے متعلق رہنمائی: بہترین قسم کی جسمانی، ذہنی اور جذباتی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے طلبہ کو رہنمائی مہیا کرنا ضروری ہے۔ اس کے ذریعے انہیں مواقع فراہم کیے جائیں کہ وہ کھیلوں اور دوسری ایسی سرگرمیوں میں دلچسپی لیں تا کہ وہ ذہنی اور جذباتی طور پر معاشرے کے صحت مند افراد بن سکیں۔ ان کو حفظان صحت کے اصول بتائے جائیں اور پرہیز و علاج کے بارے میں واضح ہدایات دی جائیں تا کہ وہ اپنی صحت کا تحفظ کر سکیں۔

5- تفریحی رہنمائی: تفریحی رہنمائی کا مقصد انفرادی ترقی و خوشحالی کے لیے فالتو وقت کا بہترین طریقے سے استعمال اور اس کے متعلق ضروری مواقع کی رہنمائی کرنا تا کہ وہ اپنی دلچسپیوں و خواہشات کو دریافت کر سکیں، ان کی نشو و نما کر سکیں اور ان سے بھرپور لطف اٹھا کر اپنی زندگی کو بہتر اور خوشگوار بنا سکیں۔

رہنمائی کے طریقے: رہنمائی کے مختلف طریقے ہیں جن سے طلبہ کی شخصیت کا بخوبی جائزہ لیا جاتا ہے، اس طریقے سے حاصل شدہ معلومات سے عملہ رہنمائی بہتر طور پر معاونت کر سکتا ہے، یہ طریقے درج ذیل ہیں:

1- مشاہدہ (Observation): مشاہدے کے معنی کسی چیز کو ظاہری طور پر دیکھ کر اس کے بارے میں رائے قائم کرنا اور یہ کام دنیا کا ہر فرد کرتا ہے مگر جیسے جیسے انسانی تجربات اور معلومات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس کے مشاہدے میں بھی پختگی آتی جاتی ہے۔ ایک عام آدمی آم خریدتے ہوئے یا کوئی اور پھل خریدتے وقت اس پھل کی رنگت، خوشبو وغیرہ کو دیکھ کر اندازہ کر لیتا ہے کہ پھل اچھا اور میٹھا ہو گا کہ نہیں۔ اسی طرح بچوں کے بارے میں ایک بچے کے بات کرنے کا انداز، اس کے اٹھنے بیٹھنے کا انداز اور عادات و اطوار کا مشاہدہ کرتے ہوئے آدمی کو پتہ لگتا ہے کہ یہ بچہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے یا اس کی تعلیم و تربیت درست طریقے سے نہیں ہوئی۔ مگر بعض اوقات ہمارا مشاہدہ درست ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ''ہر زرد چیز سونا نہیں ہوتی'' شاید اسی لیے روسو نے کہا تھا ''اپنے شاگرد سے کوئی بات کہنے سے قبل اس کا محتاط مطالعہ کریں''۔

2- ذاتی بیان (Self- Report): اگرچہ یہ سوانح عمری سے ملتا جلتا ہے تاہم یہ بھی ایک اچھی غیر آزمائشی تکنیک ہے کیونکہ اس میں کسی خاص واقعہ پر ایک مختصر پیراگراف لکھوایا جاتا ہے لہٰذا سوانح عمری کے واقعات و معلومات پر یہ ایک اچھا ضبط (Check) بن جاتا ہے اور یوں تخمینہ کاری میں ایک قابل اعتبار اشاریہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

فراہم کرتا ہے۔

3- مضمون (Essay) : گائیڈنس ورکر کے زیر استعمال یہ بھی ایک اچھی تکنیک ہوتی ہے۔فرد کی زندگی پر اس سے مضمون لکھوایا جاتا ہے مگر اس کے عنوان کا انتخاب ایک نازک اور اہم معاملہ ہے۔ یہ مضمون بھی فرد کی زندگی پر ہی ہوتے ہیں۔تاہم سوانح عمری اور اس میں فرق یہ ہے کہ اس میں تخیلاتی عنصر ہوتا ہے مثلاً ''اگر میں ملک کا وزیراعظم ہوتا'' اس میں مضمون نگار اپنے تصورات وتخیلات بیان کرتا ہے اور اصلاح احوال کے لیے تجاویز دیتا ہے۔خصوصاً ان شعبوں میں جہاں اسے بے حد دلچسپی ہے۔تاہم سوانح عمری اور مضمون میں اعادے ہوسکتے ہیں، یوں دونوں کو ملا کر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

4- ڈائریاں (Diaries): صالح نشوونما کی راہ پر گامزن نوجوانوں کی ڈائریاں مشیر کے لئے معلومات کا اہم ذریعہ ہوتی ہیں۔ان کے متعلق اندازے وتخمینے کا تقابل کیا جاسکتا ہے۔ڈائریاں روزمرہ کے واقعات، کامیابیوں، ناکامیوں اور محرومیوں کا روز بروز بیان ہوتا ہے۔اس سے روزمرہ کے واقعات پر طلبہ کے اندازفکر کی نشاندہی ہوتی ہے۔

5- انٹرویو (Interview): اگلا اہم آلہ انٹرویو ہے۔دراصل انٹرویو عمل مشاورت کا اختتامی مرحلہ ہوتا ہے تاہم حتمی مشاورتی انٹرویو سے قبل لیے جانے والے انٹرویو بہت اہمیت رکھتے ہیں۔انٹرویو کے ذریعے سے باہمی تعامل ہوتا ہے جو پرکھنے کے لیے بہت مفید ہے۔مشیر کو قریبی رابطہ اور موانست بڑھانے کا موقع ملتا ہے جو مشاورت کی جان ہے۔

کامیاب انٹرویو لینا ایک فن اور علم ہے۔مشیر نہ صرف بھرپور علم رکھتا ہو بلکہ اسے عزم وارادے کا حامل، ہمدرد، معاملہ فہم اور مبلغ ہونا چاہئے۔اس کا کام یہ ہے کہ دوستانہ ماحول پیدا کرے، موانست بڑھائے اور مشارالیہ کو راحت دے۔اسے مشارالیہ کو اعتماد بخشنا چاہیے اور اس کا تعاون حاصل کرنا چاہیے۔حتمی فیصلے پر پہنچنا اور حتمی انتخاب کرنا مشیر اور مشارالیہ کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ یہ نہ تو آمرانہ عمل ہے اور نہ ہی مکمل غیر ہدایاتی بلکہ یہ غیر آمرانہ اور غیر ہدایاتی عمل ہے۔لہٰذا جہاں مشیر انٹرویو کے علمی پہلوؤں اور تکنیکوں سے واقف ہوتا ہے وہاں وہ فنکار بھی ہوتا ہے کہ وہ مشترکہ فیصلوں کو حقیقت پسند، قابل پسند اور پُرکشش بنا دیتا ہے مشارالیہ کو ان فیصلوں میں شمولیت اور اپنائیت کا احساس رہنا چاہئیے۔اس مقصد کے لیے قبل از وقت انٹرویو تیار کر کے ماہرین سے صلاح ومشورہ کر لینا چاہیے تاکہ ناروا غلطیوں سے بچا جاسکے۔اگر انٹرویو لینے والا پریشان ہوگیا تو انٹرویو کے منفی اثرات ہوں گے۔

6- واقعاتی ریکارڈ: یہ ایک حکائتی عنصر ہے جس میں طالب علم کی زندگی کے خاص واقعہ کو صحیح الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔اس میں ایسے واقعات شامل ہوتے ہیں جو اس کی شخصیت کو سمجھنے میں مدومعاون ہوسکیں۔واقعات کے اندراج کے لئے ضروری ہے کہ جس حالت میں واقعات کا مشاہدہ ہو، ان کا ذکر اختصار سے درج کیا جائے، تحریر کے وقت استاد پر لازم ہے کہ وہ کسی تعصب یا جانب داری کی بنا پر حقائق کو غلط رنگ دینے کی کوشش نہ کرے۔

7- خودنوشت: اس میں طلبہ کو جواب، مضمون کے طور پر سوانح عمری لکھنے کے لیے کہا جاتا ہے۔اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ نشوونما کے کن ادوار سے گزر رہے ہیں۔اس کے علاوہ اس سے ان کی خواہشات، زندگی کے نشیب وفراز اور ماضی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

8- تشخیصی میدان: یہ ایک ایسا فرضی پیمانہ ہے جس کو چار پانچ حصوں میں تقسیم کر کے کسی بھی فرد کی شخصیت یا کارکردگی کو اس پیمانے کے مطابق جانچنے کی کوشش کی جاتی ہے مثلاً ایک فرضی میدان کے اوپر پانچ برابر نشانات لگا کر 1، 2، 3، 4، 5 لکھ دیئے جاتے ہیں، اس طرح ایک طالب علم کی کارکردگی کو بھی پانچ حصوں میں تقسیم کر کے انہیں ادنیٰ، معمولی، متوسط، اچھا اور عمدہ کا نام دے دیا جاتا ہے۔

9- گروہی مراسم کا جائزہ / سوشومیٹرک تکنیک: سوشومیٹرک تکنیک معیاری اور مقداری دونوں نوعیت کی ہوسکتی ہے۔مقداری نوعیت کی تکنیک میں آزمائش کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ Metric کا مطلب ہے۔معیاری پہلو فرد کے سماجی ماحول سے متعلق ہے۔سوشومیٹرک تکنیکوں سے فرد کے گرد موجود سماجی ماحول اور تعلقات کے تخمینے میں مدد ملتی ہے مثلاً قبولیت کا درجہ، درجہ ارتداد اور سماجی تعاملات کی قسم وغیرہ۔اس تخمینے میں کسی فرد سے کہا جاتا ہے کہ وہ کسی سرگرمی میں اپنے ساتھی شرکاء کا انتخاب کرے، ان انتخابات سے کسی شخص کے چناؤ کو اس کی مقبولیت یا نامقبولیت کی وجہ سمجھا جاتا ہے۔قابل اعتبار معلومات کے لیے رضاکارانہ اشتراک کرنے والے اور باہم مانوس گروہوں کا چناؤ کرنا چاہیے۔

10- ہوم روم: اس میں طلبہ کو کلاس میں گھریلو ماحول مہیا کیا جاتا ہے اور ان کی عملی تربیت کی جاتی ہے۔ ہوم روم کا مقصد طالب علم کے رجحانات کی تربیت اور سماجی جاذبیت ہے۔

11- ذہانت کے ٹیسٹ: مشیر رہنمائی کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلبہ کی ذہانت کا بھی اندازہ لگائے۔ذہانت کے ٹیسٹ انفرادی، گروہی، زبانی وعملی ہوسکتے ہیں، مختلف قسم کے سوالات مرتب کر کے طلبہ کی ذہانت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ طالب علم کی ذہانت کے معیار کا اندازہ کیا جاتا ہے اور اس کے مطابق تعلیمی پروگرام میں اس کی کامیابی کے امکانات کی پیش گوئی کی جاسکتی ہے۔

12- رجحانات کے ٹیسٹ: بطور معلم یا رہنما ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اپنے طلبہ کے رجحانات کا جائزہ لیں اور ان کے مطابق مختلف شعبوں کے انتخاب میں مدد دیں۔رجحانات کے ٹیسٹ کے دو طریقے ہیں: (1) کسی خاص پیشے جس کے لیے جانچ پڑتال کی ضرورت ہو، کی ترغیب دی جاتی ہے۔(2) مختلف مشغلوں کی ترغیب ان عناصر کی شکل میں کی جاتی ہے جو کامیابی کے لیے ضروری ہو۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹ اور مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

13- شخصیت کے ٹیسٹ: شخصیت کے ٹیسٹ کسی فرد کی شخصیت و کردار سے متعلق جملہ خواص کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ متعدد باران حالتوں میں دیکھا جائے جو اس کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کریں۔ اس کے علاوہ شخصیت کے ٹیسٹ کے دیگر طریقے درج ذیل ہیں۔

(i) عملی جائزے: اس میں افراد کو کوئی ایسا کام کرنے کے لیے کہا جاتا ہے جو شخصیت کی کسی خاص خوبی سے متعلق ہو۔

(ii) شخصیت کے متعلق سوال نامے: گھریلو، مجلسی، جذباتی و دیگر پہلوؤں سے متعلق سوالات بالواسطہ یا بلاواسطہ طلبہ سے کیے جاتے ہیں۔ اس سے ان کی شخصیت کے مختلف مسائل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

14- عکسی جائزے: ان میں فرد کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ کسی فرضی حالت کے بارے میں آزادانہ طور پر اپنی رائے کا اظہار کر سکے۔ اس طرح غیرارادی طور پر اپنی شخصیت کے منفرد خواص کا اظہار متعلقہ طالب علم کی رہنمائی کے لیے اہم معلومات فراہم کرتا ہے۔

15- تعلیمی اکتساب کے جائزے: اس میں ہمیں یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ کسی طالب علم کی قابلیت اور دلچسپی کسی خاص مضمون یا مختلف مضامین میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ عمر اور جماعت کے لحاظ سے وہ اکتساب معیاری ہے یا نہیں۔

16- مجموعی ریکارڈ: رہنمائی کے پروگرام میں طالب علم کا مجموعی ریکارڈ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ریکارڈ طالب علم کی مؤثر رہنمائی میں استاد کو قابل قدر معلومات فراہم کرتا ہے۔ طلبہ سے متعلق مختلف کوائف جن میں ان کے شناختی کوائف اور صحت، ذہانت، تعلیمی ترقی، مشاغل و شخصیت کے بارے میں دیگر کوائف شامل ہیں، ایک جگہ مربوط کیے جاتے ہیں۔ اس کو مجموعی ریکارڈ کہتے ہیں۔ اندراج شدہ معلومات کی بنا پر استاد طالب علم اور اس کے والدین کو یہ فیصلہ کرنے میں مدد دے سکتا ہے کہ آئندہ زندگی میں طالب علم کون سے پیشوں میں زیادہ کامیاب ہو سکے گا۔

0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔